پر محیط ہے جب بن گوریان کی تحقیق کہتی ہے کہ ہیکل اول اور ہیکل ثانی میں بیان ہوا ہے کہ پانچ سو سال کے دوران زلزلوں اور دیگر ماحولیاتی تبدیلیوں کے زیر اثر سرزمین فلسطین میں بعض تغیرات رونما ہوئے تھے جس کے سبب مشرق وسطیٰ، ایشیا اور شمالی افریقہ کے اسرائیلی علاقے اس سے جدا ہو گئے تھے۔ حالانکہ اصلاً یہ حصے اب بھی ہمارے ہیں۔

عظیم تر اسرائیل کے شائع شدہ نقشے میں فلسطین کی حدود کو بحر ابیض اور لبنان کے پہاڑی آبی ذخائر سے فرعون اور جبل شیخ تک پھیلا ہوا دکھایا گیا ہے۔ نیز مذکورہ تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق پوری خلیج (جس کی لمبائی ۹۵ میل ہے) شمالی عراق، مسقط عمان، نجد (سعودی علاقہ) ترکی شام، جنوبی لبنان، مشرقی فلسطین مغربی اردن، مصر کے کچھ علاقے جنوبی سوڈان، لیبیا اور طرابلس وغیرہ کو بھی گریٹر اسرائیل کا حصہ دکھایا گیا ہے۔ مزید برآں تبوک اور مدینہ منورہ تک کا سعودی علاقہ بھی اس میں شامل بتایا گیا ہے۔

اسی پر بس نہیں ہے بلکہ کردستان جنوبی مشرق ایران، جنوب مغربی افغانستان اور شمال و مغربی پاکستان کے کچھ حصے (بشمول بلوچستان) سے "گریٹر اسرائیل" کے نقشہ میں شامل ہیں۔ یہودیوں اور راہبوں کی پیش گوئی کے مطابق یہ ریاست ۲۰۰۰ء تک وجود میں آجائے گی چنانچہ جوں جوں ۲۰۰۰ء قریب آرہا ہے ان کی سرگرمیاں اور بے چینیاں بڑھتی جارہی ہیں یہودی کہتے ہیں کہ وہ اہل اسلام کا نام و نشان دنیا سے مٹا کر دم لیں گے۔

دوسری جانب قرآن حکیم میں جابجا یہودی قوم کے نافرمان سرکش اور معتوب ہونے کا جو تذکرہ آیا ہے اس کے پیش نظر اہل ایمان ظاہری اسباب و عوامل کو اپنے خلاف ہونے کے باوجود یہ یقین رکھتے ہیں کہ بالآخر خدا کا ارادہ بھی غالب رہے گا۔ اور جلد وہ دن آئے گا کہ ظالم و سرکش یہودی قوم کا بیڑہ حالات کے منجدھار کے بیچوں بیچ غرق ہوگا۔ اور انھیں اپنے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔

احادیث نبوی کے مطابق حضرت مسیح کے نزول کے بعد قوم یہود سخت ذلت و ناکامی سے دوچار ہوگی۔ اور حدیث کے الفاظ میں حد نظر تک یہودی پھیلتے چلے جائیں گے اس وقت درختا

(باقی صفحہ ۴۰ پر)

رخسانہ نکہت
لاری ام ہانی، لکھنؤ

غزل

اب بھی ہیں خار راہ میں اب بھی وہی الم
رکھتا ہے پھر بھی آبلہ پائی ترا بھرم
اللہ ری مے پرستیِ رندانِ میکدہ
میخانے کے حدود سے نکلے نہیں قدم
جو شمع بھی جلی ہے سر بزم آرزو
"پگھلے نہ تو کبھی" یہی دے دی اسے قسم
اس موسم بہار میں بھی کب سکون ہے
بربادیِ نشیمنِ ہستی ہے اور ہم
اہل نظر ہیں یوں تو سر عام سجدہ ریز
لیکن دلوں میں اپنے بسائے ہوئے صنم
اس گردشِ زمانہ کے اللہ رے ضابطے
سونپی ہے بتکدوں کو نگہبانیِ حرم
یہ دنیا اک تماشہ تھی جن کی نگاہ میں
بن کے تماشہ اب ہیں وہی راہیِ عدم
دنیا میں آج عشق ہے عنقا تو کیا ہوا؟
ہانی کی زندگی میں ہے شامل ترا کرم!

R. No. 2416/57

LW/NP 56

Monthly RIZWAN
LUCKNOW-226018

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

لکھنؤ

شمارہ نمبر ۸	اگست سنہ ۱۹۹۱ء	جلد نمبر ۳۵

سالانہ چندہ

برائے ہندوستان :۔ ۔۔۔۔ ۸۰ روپے

برائے بیرونی ممالک :۔ ہوائی ڈاک سے ۲۰۰ روپے

بحری ڈاک سے ۔۔۔۔ ۱۲۵ روپے

فی پرچہ

۳/۵۰

دفتر

ماہنامہ رضوان ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ (انڈیا)

نظامی آفسیٹ پریس لکھنؤ

بانی

حضرت مولانا محمد ثانی حسنی

ایڈیٹر

محمد حمزہ حسنی

معاونین

امامہ حسنی

میمونہ حسنی

اسحاق حسنی

کتبہ

حامد بستوی

فہرست مضامین

اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
کتاب ہدایت	مولانا محمد اویس ندوی نگرامی	۴
حدیث کی روشنی	عمار حسنی ندوی	۶
نعت نبیؐ	مولانا محمد ثانی حسنیؒ	۸
اسوۂ صحابیاتؓ	مولانا عبد السلام ندوی	۹
دعا اور طلب مغفرت	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۵
بخل	شیر خاں ادھونی	۱۶
ریاکاری کی مذمت	عبد التواب عمری	۱۸
قابل رشک خواتین	سیدہ امامہ حسنی	۲۰
خواتین ملت سے خطاب	حضرت شفیق جونپوری	۲۳
معیاری خاتون	جمیلہ جمالی	۲۴
حسن تمثیل	محمد عبد القیوم اسعدی	۲۶
اللہ کے لیے تھی لڑائی حسینؓ کی	عرفان زیدی بدایونی	۲۹
نقاب الٹ گئی	طاہرہ بیگم پروین	۳۲
ایک بے مثال گواہی	یعقوب سروش	۳۴
میرا امتحان	ریحانہ ضیاء علی گڑھ	۳۵
سرخ مرچ	ناہید فرزانہ	۳۸
نئے عالمی نظام کا محور	سلطان رفیع	۴۱
غزل	رخسانہ نکہت لاری ام ہانی	[illegible]

اپنی بہنوں سے

مدیر

"رضوان" کے سلسلہ میں بہت سے قارئین کی یہ رائے ہے کہ اس کا سائز چھوٹا ہے جس کی وجہ سے مضامین کم آسکتے ہیں اور رسالہ میں خوشنمائی بھی نہیں آتی، اس لیے اس کا سائز بڑھا دیا جائے یعنی بجائے $\frac{۱۸\times۲۲}{۸}$ کے $\frac{۲۰\times۳۰}{۸}$ کر دیا جائے، یعنی موجودہ سائز کے مقابلہ میں تقریباً ڈیوڑھا، اس طرح رسالہ میں زیادہ گنجائش نکل آئے گی اور زیادہ سے زیادہ مضامین اس میں جگہ پا سکیں گے۔

لیکن اس کا نتیجہ سب سے پہلے یہ ہوگا کہ رسالہ پر لاگت بھی ڈیوڑھی ہو جائے گی اور رسالہ کی قیمت میں بھی اضافہ کرنا ہوگا جو کہ موجودہ مہنگائی کے ماحول میں خریدار بہن بھائیوں کے لیے قابل برداشت ہوگا یا نہیں؟ امید ہے کہ ہماری بہن بھائی ادارہ کو اپنی رائے سے مطلع کریں گے تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور نئے سال سے رسالہ نئی آب و تاب سے شائع ہو، اور موجودہ دور کے جائز وسائل کو اختیار کر کے غیر اسلامی و لادینی تحریکوں اور تہذیبوں کا مقابلہ کر سکے۔

ہمیں آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔

مولانا محمد اویس ندوی نگرامی

حقوق

رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ

وَبِذِی الْقُرْبیٰ (نساء ۶)

(اور نیکی کرو رشتہ داروں کے ساتھ)

ماں باپ کے بعد دوسرے رشتہ داروں کا حق ہے ان کے ساتھ ہر ممکن بھلائی کرنا چاہیئے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضورؐ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، فرمایا خدا کی بندگی کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو، زکوٰۃ دو اور قرابت کا حق ادا کرو۔

فرمایا، قرابت کا حق ادا کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو رعایت کے بدلہ میں رعایت کرے بلکہ وہ ہے قرابت کا لحاظ نہ کرنے والوں کے ساتھ بھی رعایت کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتے تھے۔

یتیموں کے ساتھ برتاؤ

وَالْیَتَامیٰ (نساء ۔ ۶)

(اور نیکی کرو یتیموں کے ساتھ)

جس بچہ کا باپ مرجائے اس کو یتیم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھلائی کرو، سختی کا برتاؤ نہ کرو اور نہ ان کو دبا کر رکھو کہ

ان کی نشوونما کی قوت فنا ہو کر رہ جائے۔ فرمایا:

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (ضحیٰ)

(سو یتیم کو دباؤ نہیں)

جو لوگ یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے ہیں ان کو خیال کرنا چاہیئے کہ اگر وہ بھی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر مرجائیں اور دوسرے لوگ ان بچوں کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کریں تو ان کا کیا حال ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہو اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ برائی کی جاتی ہو! فرمایا میں اور کسی یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں یوں دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کسی یتیم کو ساتھ لیے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے حضرت عائشہؓ اپنے خاندان اور انصار کی لڑکیوں کو اپنے گھر لے جا کر دل وجان سے پالتی تھیں۔ یتیم بچوں کے مال کو بددیانتی اور فضول خرچی سے خرچ نہ کرنا چاہیئے جس میں ان یتیموں کا فائدہ ہو، وہاں ان کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ یتیموں کے مال کو تجارت میں صرف کرتی تھیں تاکہ ان کی دولت بڑھے۔

جب تک یتیم سمجھدار نہ ہوجائیں ان کے سپرد ان کا مال نہ کرنا چاہیئے، اور جب وہ اپنا نفع نقصان سمجھنے لگیں تو ان کا مال ان کے سپرد کردینا چاہیئے۔

فرمانِ الٰہی — سورۃ الانفال

پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور اللہ (آخرت کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے (۶۷) اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہوچکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ (۶۸)

تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۶۹)

اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں اُن سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۷۰)

عمار حسنی ندوی

رشتوں کی فضیلت

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری)

رشتہ جوڑنے کی فضیلت

ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دو، اور رشتہ جوڑو۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم کے پاس مکہ آیا یعنی نبوت کے شروع میں، میں نے ان سے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا! میں پیغمبر ہوں، میں نے کہا کہ پیغمبر کیا ہے؟ فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے رشتہ جوڑنے کے لیے اور بتوں کو توڑنے کے لیے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ (مسلم)

ننہال والوں کی مدد

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اجازت اپنی ایک لونڈی آزاد کردی جب میری باری کا دن آیا اور آپ تشریف لائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے ایک لونڈی آزاد کی ہے آپ نے فرمایا کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا اگر اس کو تم اپنے ننہال والوں کو دے دیتے تو اس کا تم کو بڑا اجر ملتا۔

(بخاری ومسلم)

صلہ رحمی سے عمر میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق میں کشائش چاہتا ہو اور اپنی عمر میں ترقی چاہتا ہو وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری ومسلم)

رشتہ کا خیال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، زور سے بغیر کسی اخفاء اور پوشیدگی کے فرماتے تھے کہ فلاں کی اولاد ہماری دوست نہیں ہے، میرا دوست اللہ اور نیک مسلمان ہیں لیکن ان کا میں ان کی حفاظت کروں گا

(بخاری ومسلم)

دہری فضیلت

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! صدقہ مسکین پر صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو فضیلتیں ہیں، صدقہ اور رشتہ جوڑنا۔

حضرت مولانا محمد ثانی حسنی رح

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سارا جہاں تھا نور سے خالی ؎ کفر کی پھیلی رات تھی کالی
بھیجا خدا نے ایک نبیؐ کو ؎ جس نے بِنا توحید کی ڈالی
سارا عالم ہو گیا روشن ؎ بھٹکے ہوؤں نے راہ بھی پالی
نامِ محمدؐ کتنا پیارا ؎ ذاتِ گرامی کتنی عالی
چاند بھی دم بھر تاب نہ لائے ؎ آپؐ کا چہرہ اتنا جمالی
جان کا دشمن پھر بھی محبت ؎ جس نے ستایا اس نے دعا لی
قتل جو کرنے آپؐ کو آیا ؎ سامنے پہنچا آنکھ جھکا لی
آپؐ کی جس میں ہو نہ محبت ؎ دل ہے وہ ایمان سے خالی
نعتِ نبیؐ میں مست و شاداں ؎ پتہ پتہ ڈالی ڈالی
اپنی اپنی سب کی نظر ہے ؎ کوئی حقیقی کوئی خیالی
تیری نظر میں شیش محل ہے ؎ میری نظر میں نور کی جالی
جس کا وطن بن جائے مدینہ ؎ اس نے قسمت اپنی جگا لی
خالقِ عشق و مہر و محبت ؎ قادرِ مطلق برتر و عالی
صدقہ کرم کا تیرے خدایا ؎ مجھ کو عطا کر عشقِ بلالی

دین ہے سچا آپؐ جو لائے
اس کے سوا ہر دین خیالی

(قسط ۹)

مولانا عبدالسلام ندوی

صیغۂ محاصل و خراج

فتوحات کا سلسلہ اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں شروع ہو گیا تھا لیکن خراج کا باقاعدہ نظام حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں قائم ہوا، چنانچہ سب سے پہلے عراق کی فتح کے بعد یہ بحث پیدا ہوئی تو بہت سے صحابہ نے کہا کہ مال غنیمت کی طرح زمین اور جائدادیں بھی مجاہدین پر تقسیم کر دی جائیں لیکن حضرت عمرؓ کا خیال تھا کہ اگر زمین بھی تقسیم کر دی گئی تو آئندہ نسل کے لیے کیا رہ جائے گا؟ سرحد کی حفاظت کیونکر ہو سکے گی؟ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کا کیا انتظام ہوگا؟ اس غرض سے انھوں نے تمام قدماء مہاجرین کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور ان لوگوں میں حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے مخالفت کردہ کی تائید کی، بالآخر حضرت عمرؓ نے ایک عام اجلاس کیا جس میں شرفائے انصار سے دس اوس سے پانچ، اور خزرج سے پانچ بزرگ شریک ہوئے حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت پرزور تقریر کی اور سب نے ان کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

اس مرحلہ کے طے ہو جانے کے بعد

حضرت عمرؓ نے بندوبست کی طرف توجہ کی اور صحابہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس خدمت کے لیے کون موزوں ہے؟ تمام صحابہ نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کا نام لیا اور کہا کہ وہ اس سے بھی اہم خدمات کے انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں، حضرت عمرؓ نے پانچ درہم اور ایک جراب آٹا روزانہ کے حساب سے تنخواہ مقرر کی، حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو ان کا شریک کار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ ٹیلوں، جنگلوں، گڈھوں اور ان زمینوں کی جن کی آب پاشی ناممکن ہے پیمائش نہ کی جائے اور ناقابل برداشت جمع نہ تشخیص کی جائے، اس اصول کے مطابق ان بزرگوں نے پیمائش کا کام ختم کیا تو کل رقبہ طول میں ۳۷۵ میل اور عرض میں ۲۴۰ میل یعنی کل ۳۰ ہزار میل مکسر ٹھہرا، اس میں پہاڑ، صحرا اور نہروں کو چھوڑ کر قابل زراعت زمین تین کروڑ ۶۰ لاکھ جریب نکلی خاندان شاہی کی جاگیر، آتش کدوں کے اوقاف، لاوارثوں، مفروروں اور باغیوں کی جائداد، دریا برآور جنگل اور ان زمینوں کو جو سڑکوں کی تیاری اور ڈاک کے مصارف کے لیے مخصوص تھیں حضرت عمرؓ نے خالصہ قرار دیا، باقی تمام زمینیں مالکان قدیم کے قبضے میں دے دی گئیں اور ان پر حسب ذیل مال گزاری مقرر کی گئی۔

گیہوں	فی جریب یعنی پون بیگہ پختہ	دو درہم سالانہ
جو	"	ایک " "
نیشکر	"	چھ " "
روئی	"	پانچ " "
انگور	"	دس " "
نخلستان	"	" " "
تل	"	آٹھ " "
ترکاری	"	تین " "

جمع تشخیص ہو گئی تو دونوں بزرگوں کو بلا کر پوچھا کہ تم نے جمع سخت تو تشخیص نہیں کی؟ انھوں نے کہا "ابھی تو اس میں اضافہ کی اور بھی گنجائش ہے" بولے "پھر غور کر لو جمع ناقابل برداشت تو تشخیص نہیں کی گئی" انھوں نے کہا "نہیں" اب فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو اپنے بعد عراق کی بیواؤں کو کسی دوسرے کا محتاج نہ ہونے دوں گا۔

خراج کی تشخیص میں سب سے زیادہ عادلانہ طریقہ یہ اختیار کیا کہ ذمی رعایا سے اس میں مشورہ لیا، چنانچہ انھوں نے عراق کا بندوبست کرنا چاہا تو مشورہ کے لیے وہاں سے دو چودھری طلب کیے جن کے ساتھ ایک ترجمان بھی تھا

اسی طرح مصر کے عامل کو لکھا کہ خراج کے معاملے میں مقوقس سے رائے لو، زیادہ واقفیت کے لیے ایک واقف کار قبطی کو مدینہ میں طلب فرمایا اور اس کا اظہار لیا۔

عراق کے سوا حضرت عمرؓ نے اور کسی صوبے کی پیمائش نہیں کرائی، البتہ قدیم طریقہ بندوبست میں جہاں جہاں غلطی دیکھی اس کی اصلاح کر دی مثلاً مصر سے رومی خراج کے علاوہ غلے کی ایک مقدار کثیر وصول کرتے تھے جو سلطنت کے ہر صوبے میں فوج کی رسد کے لیے روانہ کی جاتی تھی اور خراج میں محسوب نہیں ہوتی تھی، حضرت عمرؓ نے یہ دونوں جابرانہ طریقے موقوف کر دیے۔

زمینداری اور ملکیت کے متعلق انھوں نے سب سے بڑی اصلاح یہ کی کہ زمینداری کے متعلق قدیم جابرانہ قوم کو بالکل مٹا دیا مثلاً جب رومیوں نے شام اور مصر پر قبضہ کیا تو تمام اراضیات اصلی باشندوں کے قبضہ سے نکال کر ارکین دربار کو دے دیں، کچھ خالصہ قرار دیا اور کچھ گرجوں پر وقف کر دیں، لیکن حضرت عمرؓ نے اس قاعدہ کو مٹا کر یہ قاعدہ بنا دیا کہ مسلمان کسی حالت میں ان زمینوں پر قابض نہیں ہو سکتے یعنی اگر قیمت دے کر بھی خریدنا چاہیں تو نہیں خرید سکتے، یہ قاعدہ ایک مدت تک جاری رہا چنانچہ لیث بن سعد نے مصر میں کچھ زمین خریدی تو بڑے بڑے پیشوایان مذہبی مثلاً امام مالکؒ نافع بن یزید وغیرہ نے ان پر سخت اعتراض کیا

حضرت عمرؓ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام فوجی افسروں کے نام حکم بھیج دیا کہ لوگوں کے روزینے مقرر کر دیے گئے ہیں، اس لیے کوئی شخص زراعت نہ کرنے پائے، چنانچہ شریک غطفی نامی ایک شخص نے مصر میں کچھ زراعت کر لی تو حضرت عمرؓ نے بلا کر سخت مواخذہ کیا اور فرمایا کہ "تجھ کو ایسی سزا دوں گا جو دوسروں کے لیے عبرت انگیز ہوگی"۔

ایک دفعہ عبداللہ بن الحر العنسی نے شام میں کھیتی کی اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اس کی کل جائداد برباد کرا دی۔

بندوبست کے ساتھ حضرت عمرؓ نے ترقی زراعت کی طرف خود توجہ کی اور لوگوں کو توجہ دلائی۔

ایک مرتبہ ایک شخص سے پوچھا تمہارا وظیفہ کیا ہے؟ اس نے کہا ڈھائی ہزار، فرمایا قبل اس کے کہ قریش کے لونڈے سر پر آ رائے

حکومت ہوں کھیتی کرلو ورنہ ان کے بعد وظیفہ کوئی چیز نہ رہ جائے گی۔ عام حکم دے دیا کہ جو افتادہ زمینیں ہیں ان کو جو شخص آباد کرلے گا اس کی ملک ہو جائیں گی لیکن اگر کوئی شخص تین برس کے اندر آباد نہ کرے تو اس کے قبضہ سے نکل جائیں گی۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو ایک قطعہ بطور جاگیر کے دیا تھا لیکن انھوں نے اس کو آباد نہیں کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو ان کے قبضے سے نکال لیا۔ اس طرح ان کے زمانے میں زرعی پیداوار میں اس قدر اضافہ ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک صدقۂ فطر میں صرف جو کھجور اور منقّی وغیرہ دیا جاتا تھا لیکن جب ان کے عہد خلافت میں گیہوں کی پیداوار میں غیر معمولی اضافہ ہوا تو انھوں نے ان چیزوں کے عوض نصف صاع گیہوں مقرر کردیا۔

وصولی خراج کا طریقہ

وصولی خراج میں حضرت عمرؓ نے سب سے زیادہ آسانی یہ پیدا کی کہ خود رعایا کو اختیار دیا کہ وہ وصولی خراج کے لیے بہترین اشخاص منتخب کرکے دربار خلافت میں روانہ کرے چنانچہ کوفہ والوں نے عثمان بن فرقد کو شام والوں نے معن بن یزید کو بصرہ والوں نے حجاج بن علاط کو منتخب کرکے بھیجا اور حضرت عمرؓ نے ان کو عامل خراج مقرر کردیا، خراج وصول ہو کر آتا تھا تو دس ثقہ آدمی کوفہ سے اور اسی قدر بصرہ سے طلب کرتے تھے اور ان کا حلفیہ اظہار لیتے تھے کہ مال گزاری کسی ذمی یا مسلمان پر ظلم کرکے تو نہیں لی گئی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی وصولی خراج میں نہایت نرمی اختیار کی، چنانچہ ایک بار کسی عامل کو وصولی خراج کے لیے مقرر فرمایا تو یہ وصیتیں کیں۔

لاتضربن رجلا سوطا فی جبایۃ درھم ولا تتبعن لھم رزقا ولا کسوۃ شتاء ولا صیف ولا دابۃ تعملون علیھا ولا تقمن رجلا قائما فی طلب درھم

کسی شخص کو مالگزاری کے وصول کرنے میں کوڑا نہ مارو، ان کی روزی، ان کے گرمی اور جاڑے کے کپڑے اور باربرداری کے جانور نہ لو اور کسی کو کھڑا نہ کرو۔

اس نے کہا "تو اے امیر المومنین! یہ کیسے کہ میں یوں ہی خالی ہاتھ واپس آؤں" فرمایا یہی، ہم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ فاضل مال سے مال گزاری وصول کریں۔

جزیہ

جزیہ بھی خراج کی طرح نہایت نرمی کے ساتھ وصول کیا جاتا تھا، جو لوگ اپاہج اور بیکار ہو جاتے تھے ان کا جزیہ معاف کردیا جاتا تھا اور ان کو بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا چنانچہ یہ قاعدہ حضرت ابو بکرؓ ہی کے زمانہ میں مقرر ہو گیا تھا اور حضرت عمرؓ نے بھی اس کو قائم رکھا، ذمیوں کو کسی قسم کی اذیت دے کر جزیہ وصول کرنے کی اجازت نہ تھی، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ دھوپ میں کھڑا کرکے کچھ لوگوں کے سر پر زیتون کا تیل ڈالا جارہا ہے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ جزیہ ادا نہ کرنے کے جرم میں یہ سزا دی جارہی ہے، فرمایا ان کو چھوڑ دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا میں بندوں کو تکلیف دیتے ہیں خدا قیامت میں ان کو عذاب دیتا ہے۔

عشر

غیر قوموں سے ایک اور تجارتی ٹیکس لیا جاتا تھا جس کا نام عشر تھا، یہ اسلام کی کوئی جدید ایجاد نہ تھی بلکہ جاہلیت ہی کے زمانے میں اس کا رواج تھا اور حضرت عمرؓ نے اسی کو قائم رکھا۔

اس کے وصول کرنے کا طریقہ نہایت آسان تھا، کسی کے اسباب کی تلاشی نہیں لی جاسکتی تھی، دو سو درہم سے کم قیمت مال پر کچھ نہیں لیا جاتا تھا۔ شام کے نبطی چونکہ گیہوں کی تجارت کرتے تھے اس لیے حضرت عمرؓ ان سے نصف عشر لیتے تھے کہ مدینہ میں اس کی درآمد زیادہ ہو۔

زکوٰۃ و عشور

زکوٰۃ کے وصول کرنے میں بھی ہر قسم کی آسانیاں ملحوظ رکھی جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ میں بہترین مال نہ لیا جائے۔ خلفائے راشدینؓ بھی نہایت شدت کے ساتھ اس حکم کی پابندی کرتے تھے، ایک بار حضرت عمرؓ نے اموال صدقہ میں ایک بڑے تھن والی بکری دیکھی تو فرمایا کہ "اس کے مالک نے اس کو بخوشی نہ دیا ہوگا، اس طرح مسلمانوں کو نہ بدکاؤ۔"

دیوان، دفتر، بیت المال

جزیہ، خراج، عشور اور زکوٰۃ سے جو رقم وصول ہوتی تھی حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک علی السویہ تمام مسلمانوں پر تقسیم ہو جاتی

تھی لیکن حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب باقاعدہ نظام سلطنت قائم ہوا تو اس کے لیے دیوان دفتر اور بیت المال قائم کیا گیا، خراج کا دفتر جیسا کہ قدیم زمانہ میں فارسی، شامی اور قبطی زبان میں تھا حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی قائم رہا کیونکہ ابھی تک اہل عرب نے اس فن میں اس قدر ترقی نہیں کی تھی کہ یہ دفتر عربی زبان میں منتقل ہو سکتا:

بیت المال کے رجسٹر نہایت صحت اور تفصیل کے ساتھ مرتب کیے جاتے تھے، چنانچہ صدقہ و زکوٰۃ کے مویشی آتے تھے تو ان کے رنگ، حلیہ اور سن تک لکھے جاتے تھے۔[۹] بیت المال میں جو رقم جمع ہوتی تھی اس کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کے وظیفے میں صرف ہو جاتا تھا جن کے سالانہ وظائف علی قدر مراتب حسب ذیل تھے،

شرکائے غزوۂ بدر	پانچ ہزار درہم سالانہ
مہاجرین حبش اور شرکائے غزوۂ احد	چار ہزار " "
مہاجرین قبل از فتح مکہ	تین ہزار " "
جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لائے	دو ہزار " "
جو لوگ جنگ قادسیہ اور یرموک میں شریک تھے	دو ہزار " "
اہل یمن	چار ہزار درہم سالانہ
قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مجاہدین	تین سو " "
بلا امتیاز مراتب	دو سو " "

ان لوگوں کے اہل و عیال بلکہ غلاموں کے وظائف بھی مقرر تھے چنانچہ مہاجرین اور انصار کی بیویوں کا وظیفہ دو سو سے چار سو درہم تک اور اہل بدر کے اولاد ذکور کا وظیفہ دو دو ہزار درہم مقرر تھا، ان مصارف کے بعد صوبجات اور اضلاع کے بیت المال میں جو رقم بچ جاتی تھی وہ مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دی جاتی تھی۔[۹] جن لوگوں کو وظیفے ملتے تھے ان کے نام مع ولدیت درج رجسٹر ہوتے تھے اور ان کی ترتیب کیلئے بڑے بڑے قابل لوگ مثلاً حضرت عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم وغیرہ مامور تھے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

دعا اور طلب مغفرت

دُعا میں ان امور کا لحاظ رکھو، خوب شوق و رغبت سے مانگو، گناہ کی چیز مت مانگو، اگر قبولیت میں دیر ہو تنگ ہو کر چھوڑ دو مت، قبولیت کا یقین رکھو۔

(۲) غصہ میں آکر اپنے مال اولاد و جان وغیرہ کو مت کوسو، کبھی قبولیت کی گھڑی ہو اور اسی طرح ہو جائے۔

(۳) جب کہیں بیٹھو، لیٹو، دنیا کی باتیں کرو، اس میں کچھ اللہ و رسول کا ذکر، درود شریف تھوڑا ہی سہی ضرور پڑھ لیا کرو، مجلس خالی نہ رہنے پائے ورنہ وہ مجلس وبال ہے۔

(۴) اکثر عقد انامل سے شمار وظیفہ کی رکھو، تسبیح بھی جائز ہے۔

(۵) استغفار کی کثرت رکھو، سب مشکلیں اس سے آسان ہوں گی اور جہاں سے شان گمان نہ ہو گا روزی ملے گی۔

(۶) اگر شامت نفس سے گناہ ہو جائے تو یہ سمجھ کر کہ توبہ میں دیر مت لگاؤ کہ شاید ہماری توبہ قائم نہ رہے اور پھر گناہ ہو جائے بلکہ فوراً توبہ صدق دل سے کرو، اگر اتفاقاً توبہ ٹوٹ جائے پھر توبہ کر لو۔

(۷) بعض دعائیں خاص حالات و خاص اوقات کی مذکور ہوئی ہیں۔

سوتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا،

جاگنے کے وقت یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

صبح کو یہ دُعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ۔

کسی کے مہمان ہو، کھانے پینے سے فارغ ہو کر میزبان کے لیے یوں دعا کرو

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بخل

شیر خاں ادھونی

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ (آل عمران ۱۸۰)

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں ایسے لوگ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی اُن کے لیے اچھی ہے، نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بُری ہے، اپنی کنجوسی کی وجہ سے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا، زمین اور آسمان کی ساری چیزیں اللہ کی ملکیت ہیں، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تم سے باخبر ہے"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ نے یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ دینی اور دنیاوی کامیابی کا راز دراصل تین چیزوں کے اندر مضمر ہے، ایک وقت کی قربانی، دوسری مال کی قربانی، تیسری جسم و جان کی قربانی۔ اللہ نے دنیا میں انسان کی جو حیثیت مقرر فرمائی ہے وہ نیابت الٰہی کی ہے

نیابت الٰہی کی گراں بہا ذمہ داری ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان تین چیزوں کی قربانی دی جائے اور ان تینوں قسموں کی قربانیوں کے لیے صالح افراد کے ذہنوں کو تیار کرنا اور پھر ان کے اندر انقلابی جذبہ پیدا کرنا خلافت ارضی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہودیوں نے اپنی فکری عملی گمراہیوں کے باعث جب غلط راستہ اختیار کر لیا تو خلافت کی اہلیت ان میں باقی نہیں رہی، اس لیے ان سے خلافت و نبوت کا منصب چھین کر امت محمدیہ کے حوالے کر دیا گیا صحابہ کرامؓ کو جب ایمان کی دولت ملی تو انھوں نے راہ حق میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے سے کوئی دریغ نہیں کیا۔ البتہ منافقین انفاق مال اور جان کی قربانی پیش کرنے سے پہلو تہی اختیار کرنے لگے۔

اس آیت کریمہ میں بتایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا منافقین کو ناگوار گزرتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مال کو جمع کر کے رکھنے میں ان کا وقار باقی رہے گا اور یہ مال ہمیشہ کے لیے ان کے کام آئے گا حالانکہ ان کا یہ تصور بہت ہی غلط ہے۔ مال جمع کر کے رکھنا صرف بخیل ہی کے لیے برا نہیں بلکہ پورے عالم انسانیت کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے

جو شخص بخیل ہوگا سب لوگ اس کے دشمن بن جائیں گے، اغیار تو درکنار خود اس کے اعزہ اور اقربا بھی اس سے متنفر ہوتے جاتے ہیں اور اس کی موت کی آرزو کرنے لگتے ہیں تاکہ مرنے کے بعد کم از کم اس کے مال سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کیے بغیر مال و اسباب کو جمع کر کے رکھنے سے دنیا میں جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں وہ تو ظاہر ہیں لیکن بالفرض کسی بخیل کو اپنے مال سے دنیا میں کچھ فائدہ پہنچ بھی گیا تو کیا ہوا آخرت میں یہی مال اس کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ قیامت کے دن جبکہ اہل حق اور ارباب خیر کی قسمت بنتی ہے اور اس دن بخیل کی قسمت بگڑ جائے گی اور مال کو آگ کا طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔
اگر آدمی یہ سمجھ لے کہ جسم و جان اور مال و منال کی شکل میں جو کچھ بھی اسے دیا گیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک امانت ہے جسے آخرکار دنیا ہی میں چھوڑ کر وہ اللہ کے پاس چلا جائے گا۔ نیز اگر یہ تصور ذہن میں ہر وقت رہے کہ زمین میں وہ آسمان کی چیز اللہ کی ملکیت ہی میں ہے ایسی صورت میں آدمی

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

عبد التواب عمری

ریا کاری کی مذمت

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ عَمَلاً فِیْہِ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ رِیَاءٍ۔ (ترغیب)

"جس عمل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اُس عمل کو قبول نہیں فرمائے گا۔" اور نہ اس کا بدلہ دے گا بلکہ فرمائے گا جس کو دکھانے کے لئے عمل کیا ہے اس سے جا کر بدلہ لے لو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی کام ہو، نیت کے بغیر کام نہیں ہوتا۔ نیت کسی بھی کام میں ہوتی ہے کہ میرا مالک اور میرا پروردگار مجھ سے خوش ہو جائے۔ کبھی وہی کام آدمی دنیا کو دکھانے اور اپنا نام پیدا کرنے کی غرض سے کرتا ہے۔ کام میں انسان کی جو نیت ہوگی اسی طرح اس کا پھل مرتب ہوگا اگر رضائے الٰہی کی نیت ہے تو وہ عمل مقبول ہے اور اگر ریاکاری ہے تو وہ عمل مردود اور بےکار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات (بخاری) "عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے" یعنی جیسی نیت ویسی برکت۔

ریاکاری کی مذمت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ۔ (بیہقی)

"جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔"

آپ نے فرمایا: اَلْیَسِیْرُ مِنَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ (ترغیب) "معمولی ریا بھی شرک ہے۔" نیز آپ نے ارشاد فرمایا مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ (بخاری) "جو شہرت اور سنانے دکھانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردے گا اور لوگوں کو سنا دے گا کہ یہ شخص دنیا میں ریاکار تھا۔"

ریاکار لوگوں کا انجام بہت برا ہوگا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ الخ (ترمذی) "اے لوگو! تم جُبُّ الحزن سے پناہ مانگو" اللہ کے رسول! جُبُّ الحزن کیا ہے؟ فرمایا، وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے، لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ فرمایا وہ علماء جو لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں۔"

ہمیں ان باتوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ریاکاری سے بچائے اور ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

دُعا اور طلب مغفرت

صفحہ ۱۳ کا بقیہ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ

چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔

جب کوئی مصیبت آئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔

(تعلیم الدین)

سیدہ امامہ حسنی

قابل رشک خواتین

مسلمان امت میں ایسی ایسی باکمال خواتین گزری ہیں جن کی مثال دوسری امتوں میں ملنا دشوار ہے۔ خدمت خلق ہو یا ذکر و عبادت، سخاوت و فیاضی ہو یا جرأت و بہادری ہر صفت سے متصف ہر خوبی سے مزین، خواتین تاریخ اسلام میں نظر آئیں گی، افسوس ہے کہ آج کی فیشن والی دنیا اور فلم زدہ زمانہ میں ایسی خواتین کا ملنا عنقا سا ہو گیا ہے، مبارک وہ خواتین جو اس تباہ کن ماحول سے محفوظ ہیں اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا فخر کی بات جانتی ہیں، انھیں خواتین کے لیے چند واقعات لکھے جاتے ہیں شاید ان میں ہمارے سب کے لیے عبرت و موعظت کا سامان پوشیدہ ہو۔

ایک بڑا احسان

خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون تھیں، وہ ایک مرتبہ جب حج کرنے گئیں تو دیکھا کہ پانی کی بڑی قلت ہے، حجاج پانی کی کمی سے حد درجہ پریشان ہیں، ایک ایک گلاس پانی بڑی قیمت کا ملتا ہے، جس سے ہر حاجی کو پانی میسر نہیں آتا، اس تکلیف کا احساس اس نیک دل ملکہ کو بہت ہوا انہوں نے اس دقت کو دور کرنے کا تہیہ کر لیا مکہ سے چالیس پچاس میل دور پہاڑوں کے بیچ میں ایک چشمہ تھا جس کو مکہ تک لانا ناممکن سا معلوم ہوتا تھا، ملکہ نے کہا کہ چاہے فی کدال ایک اشرفی دینا پڑے مگر پانی مکہ تک لایا جائے گا، انھوں نے اللہ کا نام لیکر کام شروع کرایا، اس محنت طلب کام میں تین سال لگ گئے اور ایک لاکھ اشرفی خرچ ہوئیں لیکن مکہ میں وافر پانی ہو گیا، ہر حاجی کو وہ آرام ملا جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، زبیدہ کا یہ کارنامہ قیامت تک یادگار رہے گا اور رہتی

دنیا تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے لیکن اس سے بڑھ کر ان کا کمال یہ ہے کہ جب کام کے ختم ہونے پر ان کے سامنے تین سالہ خرچ کا حساب پیش کیا گیا تو ملکہ نے یہ کہکر اس کاغذ کو ضائع کر دیا کہ میں نے یہ کام خدا کی رضا کے لیے کیا تھا، مجھ کو حساب نہ چاہیے، اگر میرے ذمہ کچھ باقی ہووے لو اور اگر تمہارے ذمہ کچھ ہو تو معاف کرتی ہوں۔

یہ ملکہ جو عباسی خلفاء میں ایک بڑے عظیم المرتبت خلیفہ کی با اثر بیوی تھیں اور عیش و تنعم کے سارے سامان موجود تھے لیکن انھوں نے اپنے تن و من کی خدمت کے بجائے مخلوق کی خدمت اور خدا کے مہمانوں کے آرام کے لیے ایک لاکھ اشرفی خرچ کی اور حساب بھی لینا گوارہ نہ کیا، آج ہم لوگ اپنے فیشنوں پر آمدنی کی کثیر رقم خرچ کر ڈالتے ہیں اور قریب ہی رہنے والے بے کسوں اور حاجتمندوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے، ایک اس نیک دل ملکہ کی اس خدمت میں ہماری امیر بہنوں کے لیے سبق پنہاں ہے یا نہیں؟

اپنی آبرو کی حفاظت کیلئے

ایک مسلمان ملک کا واقعہ ہے کہ اس پر یوربین حملہ آوروں نے یورش کی، ایک گاؤں میں یہ دشمن گھس گئے، گاؤں کے سارے لوگ میدان کارزار میں تھے، گھروں میں صرف پردہ والی بیویاں اور معصوم بچے تھے یا کچھ معذور و مجبور بوڑھے آدمی رہ گئے تھے ایک غیرت مند بی بی اپنے گھر میں کام کر رہی تھیں، سامنے ان کا بچہ سو رہا تھا، ایک شقی نے گھستے ہی اس بچہ کو قتل کر ڈالا اور پاکباز خاتون کی طرف دست درازی کی، اس خاتون نے اپنی آبرو بچانے کی کوشش کی مگر شقی القلب دشمن نے پوری کوشش کی کہ اس کی آبرو ریزی کر دے، اس نے لالچ دیکر کہا کہ میں تم کو اپنی بیوی بنا کر رکھوں گا۔ اس جملہ سے غیرت مند خاتون کے تن بدن میں آگ لگ گئی، اسی اثنا میں وہ بدبخت سپاہی اپنے ہتھیار اتار کر باہر چلا گیا وہ واپس آیا تو دیکھا کہ اس کا ہتھیار مسلمان خاتون کے ہاتھ میں ہے، وہ آگے بڑھا کہ ہتھیار چھینے اتنے میں اس خاتون کا ہاتھ اٹھا اور وہ بدبخت زمین پر گر کر خون میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور چند ہی سکنڈ میں جان دے دی۔

قابل رشک ہے اس خاتون کی جرأت و مردانگی غیرت و حیا کہ اپنی آبرو کی حفاظت کے لیے کتنی چابک دستی سے کام لیا اور دل مضبوط کر کے اس سپاہی کو اسی کے ہتھیار سے قتل کر دیا آج بھی

اگر غیرت، ہمت اور اپنی آبرو کی حفاظت کا جذبہ بیدار ہو تو دنیا کی کوئی طاقت کمزور سے کمزور عورت کو بے آبرو نہیں کر سکتی۔

طرابلس کی جنگ میں

طرابلس جو ایک عربی شہر ہے ابھی گزرے ہوئے قریبی دور میں وہاں جنگ چھڑی تھی، ایک طرف غیر ملکی دشمن تھے، دوسری طرف اپنے بھائی اور اسلام کے جاں نثار، جو جان پر کھیل کر جنگ کر رہے تھے، ایک مسلمان لڑکی فاطمہ، جس کی عمر ۹-۱۰ سال سے زیادہ نہ ہوگی، اپنے زخمی بھائیوں اور بزرگوں کی مرہم پٹی کرتی پھر رہی تھی، ان کو آرام پہنچانا پانی پلانا اس کا کام تھا، وہ بہت پھرتیلے انداز سے چھوٹی سی مشک لے کر ادھر سے ادھر چلتی پھرتی زخمیوں کو پانی پلاتی تھی، لوگ اس کو اس کے بچپن کی وجہ سے سمجھاتے کہ تو اتنے گھمسان کے رن میں کیوں اپنی جان کھوتی ہے مگر وہ مسلمان بچی ہمدردی اور جوشِ جہاد میں مست تھی کہ کسی کی بات نہ سنتی۔ واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ چند مسلمان دشمنوں کے گھیرے میں آگئے وہ تیزی سے بڑھی کہ ان کی مدد کرے کہ ایک مضبوط دشمن سپاہی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ بپھر گئی، پاس ہی ایک زخمی کی تلوار پڑی تھی، اس نے فوراً اٹھایا اس زور سے سپاہی کے مارا کہ اس کا ایک ہاتھ کٹ گیا مگر اس نے اپنا نیزہ اس معصوم بچی کے مارا، جس سے وہ زخمی ہو گئی، مگر جذبۂ ہمدردی اتنا غالب تھا کہ اس زخمی حالت میں وہ مشک لے کر آگے بڑھی تاکہ زخمیوں کو پانی پلائے مگر چند قدم بڑھ کر وہ چکرا گئی اور زخموں کی تاب نہ لا سکی اور وہیں جام شہادت نوش کر لیا۔

ذرا اس ہونہار مسلمان بچی کو دیکھئے اور آج کی مسلمان بچیوں پر نظر ڈالئے کوئی ان دونوں میں مناسبت ملے گی، ایک وہ بچی تھی جو جذبۂ قربانی، ہمدردی، بہادری میں ڈوبی ہوئی تھی اور ایسے نازک وقت میں بھی جب کہ بہادر سے بہادر آدمی پست ہو جاتا ہے، یہ اپنی خدمت نہیں بھولتی اور گرتی پڑتی کام کرتی ہے اور اسی راہ میں جان دے دیتی ہے، ایک آج کی مسلمان بچیاں ہیں جن کو اپنی روشن تاریخ اور تابناک ماضی کے ان واقعات کا علم نہیں،

اصل میں یہ فریضہ ماں باپ کا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو ان واقعات سے روشناس کریں اور ان میں اسی طرح کے جذبات بیدار کریں۔

حضرت شفیق جونپوری

خواتینِ ملت سے خطاب

تم کو جمالِ عصمت اے بی بیو مبارک
ایمان کی وجاہت اے بی بیو مبارک

زلفوں میں بوئے عفت اے بی بیو مبارک
شانے میں طیبِ جنت اے بی بیو مبارک

تم کو قدم قدم پر دارین کی سعادت
اسلام کی بدولت اے بی بیو مبارک

حُبِّ نبی سے پہلے کامل نہ ہو گا ایماں
خیر الوریٰ کی الفت اے بی بیو مبارک

دل سے کرو ہمیشہ ماں باپ کی اطاعت
قدموں کے نیچے جنت اے بی بیو مبارک

توہین ہے تمہاری وضعِ زنانِ مغرب
ان کو انھیں کی لعنت اے بی بیو مبارک

مَردوں کے سامنے جو گاتی ہیں ناچتی ہیں
سائے سے ان کے نفرت اے بی بیو مبارک

آواز بھی تمہاری باہر نہ جائے گھر سے
شرم و حیا و غیرت اے بی بیو مبارک

اغیار کا طریقہ تم کو نہیں مناسب
پابندیٔ شریعت اے بی بیو مبارک

فلموں میں جانے والی کیا جانے قدر پردہ
تم کو تمہاری خلوت اے بی بیو مبارک

بھولے سے بھی نہ گانا تم عاشقانہ غزلیں
قرآن کی تلاوت اے بی بیو مبارک

تم سے شفیق حق گو کہتا رہے گا پیہم
بنتِ نبیؐ کی سیرت اے بی بیو مبارک

جمیلہ جمالی

معیاری خاتون

سفر طویل ہو یا مختصر، خوبی قسمت سے کوئی ہم مذاق شریک سفر ہو جائے تو دلچسپ ہو ہی جاتا ہے، یہ تو میرا چند ساعتوں کا سفر تھا، گورکھپور سے آنند نگر گھنٹے سوا گھنٹے کی بات، شام کا وقت اور موسم خوشگوار

سامنے کی برتھ سے لاری خاتون بول اٹھیں، دیکھئے یہ تقریر کرنے والیاں سوچتی نہیں بال بچے ہیں، بچوں کی پرورش ہے گھر کی ذمہ داری ہے، کیسے کوئی ہر وقت اللہ رسول کو یاد کر سکتا ہے ویسے ہم لوگ خیرات وغیرہ کر لیتے ہیں۔

میں سوچنے لگی ابھی چند سال پہلے ہی کی تو بات ہے، میں چھوٹی سی تھی، دینی کتابیں اور تذکرے سنتی تو یہی سمجھتی کہ دینی دنیاوی زندگی کے دو الگ معاشرے ہیں اور دینی زندگی کو اپنانے کے لیے ہمیں اپنے صبح و شام کو خیر باد کہنا پڑے گا اور صرف بوڑھے لوگ ہی اس کو اپنا سکتے ہیں، میں دل ہی دل میں اس مشکل پر غور کرتی اور اس ڈر سے دوسروں سے ذکر نہ کرتی کہ لوگ سمجھیں گے دین کے لیے ان کے پاس اتنا ایثار و قربانی کا جذبہ بھی نہیں ہے کہ اپنی زندگی کو بدل ڈالیں، ہنسنا اور کھیلنا کودنا بند کر دیں۔

مگر قربان جائیے پیارے آقا کے پیارے فرمان کے جن سے چار سو رحمت کی پر کیف گھٹائیں چھا گئیں، رحمتِ بیکراں کے بادل جھوم جھوم کر آئے، محبت و پیار کے چشمے ہر سمت نکلے سنیے حضورؐ کیا فرما رہے ہیں۔

مھنۃ احداکن فی بیتھا تدرک جھاد المجاھدین ان شاء اللہ (کنز العمال)

"جو عورت اپنے گھر کے کاروبار میں لگی رہی اور گھر گرہستی کرتی رہی، وہ اگر خدا نے چاہا تو مجاہدین کے ثواب کو پائے گی"

سارے دن کے تگ و دو کے بعد نرم و گرم بستر آپ کے جسم کو آرام دے رہا ہے تو اللہ کے رسولؐ آپ کو خوشخبری سنا رہے ہیں۔

اذا صلت المرأۃ خمسھا وصامت شھرھا وحفظت فرجھا واطاعت زوجھا قیل لھا ادخلی الجنۃ من ای ابواب الجنۃ شئت (احمد)

جب عورت پانچوں نمازوں کو ادا کرتی رہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھتی رہے اور اپنے نفس کی حفاظت کرتی رہے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری و خدمت کرتی رہے تو اس سے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جنت میں، جنت کے جس دروازے سے تم چاہو۔

بُخل

صفحہ ۷ کا بقیہ

کبھی بخیل نہیں کرے گا اور جو کچھ بھی اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس سے خود بھی مستفید ہوگا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے گا، عقلمندی یہی ہے کہ مختلف چیزوں پر دنیوی زندگی میں جو عارضی قبضہ ہمیں دیا گیا ہے اسے غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ بھلائی حاصل کی جائے، اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ جو برائی کر رہا ہے یا بخل کا طرز عمل اختیار کر رہا ہے، اس کی اللہ کو خبر نہیں ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ علیم و خبیر ہے اور اس سے انسان بھلا برا کوئی عمل چھپا کر نہیں رکھ سکتا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت ہم سب کو بخیل اور اس کے نتائج سے محفوظ رکھے۔

ٹیلی گرام:- خمیرہ
فون آفس:- 82813
رہائش:- 83745
خمیرہ تحفۂ تمباکو
مینوفیکچرس اینڈ ایکسپورٹرس
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری
نادان محل روڈ۔ لکھنؤ (انڈیا)
پارٹنر: حاجی محمد امتیاز خاں

حُسنِ تمثیل

محمد عبدالقیوم اسعدی

ایک مسافر، ایک لمبے سفر پر جا رہا ہے، اس کی منزل بہت دور ہے۔ اس وقت نہیں بلکہ اب سے ہزار دو ہزار سال قبل جب کہ ہوائی جہاز، ریل، موٹر اور سائیکل کا کوئی نام تک نہیں جانتا تھا، وہ مسافر ہندستان یا کسی سرسبز و شاداب ملک کا سفر کرنے نہیں جا رہا ہے بلکہ اسے ایک لق و دق صحرا عبور کر کے اپنی منزل تک پہنچنا ہے، وہ بالکل تنہا ہے، اس کا کوئی رفیق راہ بھی نہیں، ریگستان میں اوّلاً تو پانی ملتا ہی نہیں اور ملتا بھی ہے تو انتہائی بدمزہ ناقابل استعمال۔ اس لیے وہ اپنے اونٹ پر مہینہ بھر کے لیے پانی دانہ رکھکر سوار ہو جاتا ہے، اس تپتے ہوئے صحرا کو طے کرنا اونٹ کے علاوہ کسی دوسرے جانور کا کام نہیں اور پیدل تو کوئی میل دو میل بھی نہیں چل سکتا، تپتی ہوئی ریت، قدم قدم پر ببول کے کانٹے، کنکریاں، ٹیلوں پر چڑھنا اترنا، ان تمام دشواریوں کا صحیح اندازہ انھیں کو ہو سکتا ہے جن کو اس قسم کے سفر کا کبھی اتفاق ہوا ہو، لیکن مسافر بڑا بہادر، ہمت کا دھنی اور ارادے کا پکا ہے خدا پر بھروسہ کر کے گھر سے نکل پڑتا ہے اور اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے، آج بارھواں دن ہے، نصف کے قریب صحرا طے ہو گیا ہے، مسلسل سفر کرتا چلا جا رہا ہے، منزل پر پہنچنے کا شوق، دوپہر کی تیز دھوپ میں بھی اس کو آرام نہیں لینے دیتا، لیکن آج کی دھوپ ناقابل برداشت ہے، آفتاب آگ برسا رہا ہے، بادِ سموم کے جھونکے تھپیڑ لگا کر چلے جاتے ہیں سامنے ایک سایہ دار درخت دیکھ کر مسافر کی جان میں جان آجاتی ہے۔ اونٹ کو ایک ٹہنی سے باندھ کر تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے درخت کے سائے میں لیٹ جاتا ہے اور اس کو نیند آجاتی ہے تھوڑی دیر کے بعد اٹھتا ہے اور اس کے منہ سے چیخ نکل پڑتی ہے، سامنے پڑے ہوئے پتھر سے اپنا سر ٹکرا دیتا ہے، ہائے اللہ یہ کیا ہو گیا...... میرا اونٹ کہاں چلا گیا، اِدھر اُدھر دیکھتا ہے، اونٹ کا کہیں پتہ نہیں لگتا، اب کیا ہو گا۔ میرے اللہ مجھ پر رحم فرما۔ اس ہلاکت خیز صحرا کو کیسے عبور کر سکوں گا اور کھانے پینے کا سب سامان بھی تو اسی پر تھا، اس بے آب و گیاہ بیابان میں پانی کا ایک قطرہ بھی تو نہیں مل سکتا..... مسافر اونٹ کی جستجو سے تھک کر درخت کے نیچے پھر بیٹھ گیا اور اپنی موت کے وقت کا انتظار کرنے لگا، اس پریشانی کے عالم میں ایک بار پھر اس کو نیند آگئی، اب کی مرتبہ جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ مع جملہ اسباب کے اس کے سامنے کھڑا ہے، مسافر مارے خوشی کے اُچھل پڑتا ہے، اس کا کھویا ہوا اونٹ مل گیا گویا اس کو نئی زندگی مل گئی، وہ اللہ کی اس عنایت و رحمت کو سوچتا ہے اور مجسمۂ تشکر و امتنان بن جاتا ہے، اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس کا دل سینے میں مچلنے لگتا ہے، لیکن وفورِ مسرّت و شادمانی سے اس کی زبان بے قابو ہو گئی اور بجائے اس کے کہ اللہ کی رحمانیت اور آقائیت اور اپنی بے بسی، مجبوری اور غلامی کا اعتراف کرے اس کی زبان سے نکل پڑتا ہے کہ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا آقا ہوں۔

آپ نے اس مسافر کی مسرّت کا اندازہ کیا، ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت خوش ہوتے ہیں، جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کی شاہ راہ کو چھوڑ کر زندگی کے مقصد کو بھلا کر اللہ کی نافرمانی اور معصیت کے صحرا میں کھو جاتا ہے لیکن پھر اس کو ہوش آجاتا ہے اور اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے اس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہنے لگتے ہیں اور اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے جبینِ نیاز ٹیک دیتا ہے اور سسکیوں اور ہچکیوں کے درمیان اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے بڑا قصور کیا، میرے گناہوں کو بخش دے، اللہ جل شانہ اپنے گم کردہ راہ بندے کو راستہ پر دیکھ کر اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اللہ کی مسرّت اس مسافر کی مسرّت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

مُناجات

محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتہ

اے بادشاہِ دو جہاں مجھ پر بھی کر فضل و کرم
ہو کر تری جاؤں کہاں کس سے کہوں یہ درد و غم
تجھ سے مری فریاد ہے اے بیکسوں کے داد رس
مجھ کو نہ کر دنیا میں تو اب مبتلائے رنج و غم

تیری صفت رحمٰن ہے اور ہے صفت تیری رحیم
ضائع نہیں کرتا ہے تو محنت کسی کی بیش و کم
اپنے کلام پاک میں لاتقنطوا تو نے کہا
کیوں کر نہ تیرے قول پر یارب رہوں ثابت قدم

آکر ترے دربار میں کہتی ہوں رو کر اے کریم
مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم
یہ سر سر دربار ہے اے مالکِ مختار تو
چاہے کرے لطف و کرم چاہے کرے یہ سر قلم

تیرا ہی یہ دربار ہے آتے ہیں سب شاہ و گدا
پھرتا نہیں خالی کوئی کرتا ہے تو سب پر کرم
ذرہ کو گر چاہے تو ہی پل میں کرے رشک قمر
تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ ہو میرا کم

تو قادرِ ذی شان ہے شہرت ہے تیرے فضل کی
بہتہ نہ اب غمگین ہو اُس پر بھی ہو تیرا کرم

عرفان زیدی بدایونی

اللہ کے لیے تھی لڑائی حسینؓ کی

کیا ہوگی اس سے بڑھ کے بڑائی حسینؓ کی
ہم اب بھی لڑ رہے ہیں لڑائی حسینؓ کی
منزل ہمیں ملی تو تعجب کی بات کیا
تھی راہِ حق میں راہ نمائی حسینؓ کی
طوفان ہر طرف سے اٹھے مگر اس کے باوجود
شمع حیات بجھنے نہ پائی حسینؓ کی
دل میں نہیں ہے جس کے شہادت کا ولولہ
وہ کیا کرے گا مدح سرائی حسینؓ کی
حق کے لیے لٹا دیا گھر بار جان و مال
اللہ کے لیے تھی لڑائی حسینؓ کی
گلزار دیکھنے کی تمنا نہیں اُسے
دیکھی ہے جس نے آبلہ پائی حسینؓ کی
ہم بختِ با سعید ہوئے سرخرو ہوئے
عرفان کر کے مدح سرائی حسینؓ کی

छोटी/बड़ी दुकानों का पंजीकरण

पंजीकरण तिथि
दिनांक १.८.९१ से ३०.८.९१ तक

रोज़गार प्रारंभ करने वाले व्यक्तियों के लिए स्वर्णिम अवसर

शहर के घने
मध्य क्षेत्र रामनगर/
ऐशबाग योजना में नवनिर्मित
दुकानों का पंजीकरण

की प्लान- ऐशबाग

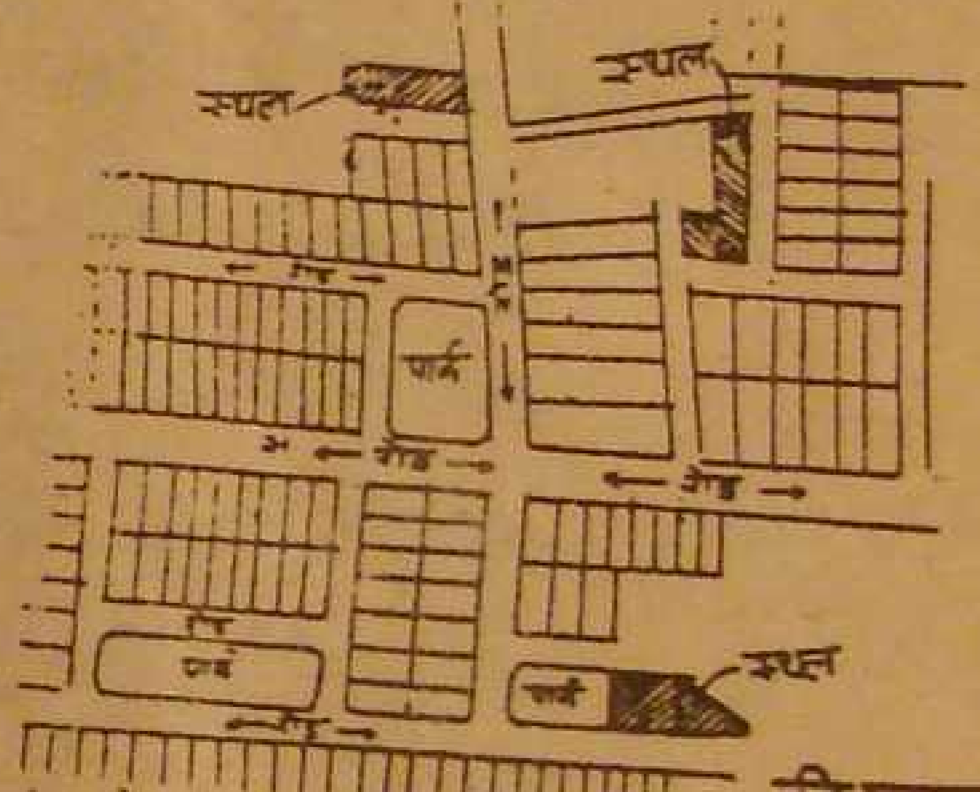

की प्लान- रामनगर

दुकान-रामनगर योजना

क्र. सं.	दुकान का क्षेत्रफल (लगभग वर्ग मी.)	अनुमानित विक्रय मूल्य (रु.)
१-	१०.००	५७,०००/-
२-	८.६८	४९,५००/-
३-	८.००	४५,६००/-
४-	७.०४	४०,२००/-
५-	५.७६३	३२,९००/-
६ से ८ तक	८.५४	४८,७००/-
९-	१९.०५	१,०८,६००/-
१०-	१९.५२	१,११,३००/-
११-	२०.१४	१,१४,८००/-
१२-	२०.१२	१,१४,७००/-
१३-	१९.५२	१,११,३००/-
१४	[illegible]	[illegible]

क्र.सं.	दुकान का क्षेत्रफल (लगभग वर्ग मी.)	अनुमानित विक्रय मूल्य (रु.)
१५-	१८.६८	१,०६,५००/-
१६-	११.६१	६६,२००/-
१७-	१४.७९	८४,४००/-
१८-	०४.७८	२७,३००/-
१९-	५.००	२८,५००/-
२०-	१२.४९५	७१,३००/-
२१-	११.३७३	६४,८००/-
२२-	१०.३०२	५८,८००/-
२३-	९.२३१	५२,७००/-
२४-	८.१६	४६,६००/-
२५-	७.२०२	४१,१००/-

ایک بے مثال گواہی _ صفحہ ۲۰ کا بقیہ

کے ساتھ اُن کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ خود ان کی حالت بھی بڑی عجیب تھی۔ اچانک اُنکے کانوں میں قرآن عزیز کی یہ آیتیں گونج اٹھیں۔

"اے ایمان والو! انصاف کے علمبردار اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ خواہ تمہیں گواہی اپنے خلاف اپنے والدین کے خلاف اور اپنے اقربا کے خلاف ہی کیوں نہ دینی پڑے"!! (سورۃ النساء: ۱۳۵)

"کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے معاملہ میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو۔ انصاف سے کام لو۔ یہ خدا ترسی سے زیادہ قریب ہے۔ (سورۃ المائدہ: ۸)

اُن بزرگ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ہجوم پر نظر ڈالی۔ چاروں طرف گہرا سکوت طاری تھا!! یہ جگہ پُر وقار آواز سے عدالت جیسے گرجنے لگی۔ مسلمانوں کی نہیں، بلکہ صرف ہندوؤں کی ہے!!۔

حق گوئی اور سچی شہادت نے چند گز زمین گنوا دی لیکن غیر مسلموں کے دلوں پر اسلام اعلیٰ و ارفع اور بے لاگ تعلیمات کا اتنا گہرا اثر پڑا اسی روز انکے ہاتھ پر بیعت کرکے کئی ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو گئے!!

दुकान-ऐशबाग योजना

क्र.सं.	दुकान का क्षेत्रफल (लगभग वर्ग मी.)	अनुमानित विक्रय मूल्य (रु.)
१	८.१	[illegible]

क्र.सं.	दुकान का क्षेत्रफल (लगभग वर्ग मी.)	अनुमानित विक्रय मूल्य (रु.)
[illegible]	३.७५	३८,०००/-

[illegible] आवंटन धनराशि लगभग १० % देय होगी।

[illegible] विक्रय मूल्य मे [illegible]

طاہرہ بیگم پروین

نقاب الٹ گئی

پردے کا لفظ جو استعمال کیا جاتا ہے وہ دراصل اسلامی ضابطۂ معاشرت کے نہایت اہم اجزا پر مبنی ہے، اس پورے ضابطے کے سانچے میں ان احکام کو ان کے صحیح مقام پر رکھ کر دیکھا جائے تو کوئی بھی جس میں بقدر رمق فطری بصیرت باقی ہوگی، وہ اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاشرے میں اس کے سوا اعتدال کی کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی۔ آپ ذرا سکون قلب کے ساتھ اس بات پر نظر کیجئے کہ یہ نقاب کشائی کس کی تہذیب میں تھی، انگریزی علم حاصل کرنے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ آپ ان کی تہذیب سے اس حد تک مرعوب ہو جائیں کہ اپنے اسلامی احکام کو خدا کے خوف کو، رسول کی محبت کو، آتش دوزخ کی ہولناکیوں کو اور جنت الفردوس کی راحت کو بھول جائیں۔ فطرت کے اس آئینہ میں نظر جما کر دیکھئے کہ جس جاہلانہ تہذیب کو بسر و چشم قبول کیا جا رہا ہے وہ کتنی بھیانک اور تاریک ہے، ایسی ظلمت ہماری اسلامی تاریخ کے پردہ پر کہیں نظر نہیں آتی، ایسی ظلمت میں انسانیت تار تار ہو رہی ہے۔ چین و سکون برباد ہو رہا ہے، ارشاد خداوندی ہوتا ہے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ ،، اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس حکم کی کیا تعمیل ہوئی، نگاہیں نیچی رکھنے کے بجائے بغیر کوئی جھجک محسوس کئے ہوئے کتنی بیباکی کے ساتھ نامحرموں پر اس طرح مرکوز کر دیں کہ گویا ایکسرے کی کرنیں جو جسم کے اندرونی حصوں میں پیوست ہو جائیں گی، یہ نگاہیں آپ کے حق میں سم قاتل اور موجب فتنہ تھیں، فتنہ کا آغاز ان سے ہوتا ہے، اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے

نیچی نگاہ رکھنے کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ فتنہ کا سدباب ہو جائے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ تمام مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے چہرہ پر چادروں کے گھونگھٹ کر لیا کریں، اس کا اثر یہ ہوا کہ سیاہ نقابوں سرخ و سفید چہرے کالی بدلی میں چمکتے ہوئے چاند کی مانند نکال دیے اور اپنے پاک منور چہرہ کو ہزاروں اجنبی نگاہوں کے سامنے پیش کر دیا، اس وقت غیرت انسانی کو کچھ جنبش نہ ہوئی، شرم و حیا کی کوئی شعاع روشن نہ ہوئی، ذہن سے یہ فرمان بھی محو ہو گیا کہ شرم اسلام کی ایک شاخ ہے اور حیا آدھا ایمان۔

اس وقت مجھے ایک باحیا خاتون کا ایک واقعہ یاد آگیا، ان کا جگر گوشہ نے کسی جنگ میں جام شہادت نوش کیا تھا، ان کی والدہ حال دریافت کرنے کے لیے آئیں مگر اس حالت میں بھی انکے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی، بعض لوگوں نے حیرت کے ساتھ کہا۔ اس وقت بھی آپ کے چہرہ پر نقاب ہے بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور آپ بڑے اطمینان کے ساتھ باپردہ آئی ہیں، اس کو غور سے سنئے کہ جواب میں کیا فرماتی ہیں۔

"میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے لیکن شرم وحیا کو نہیں کھویا"۔ اس واقعہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے آگے چلئے۔ حکم ہوتا ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ یعنی اپنے بناؤ سنگار کو ظاہر نہ کریں۔ اس حکم کو بدل دیا، یعنی چہرہ کو میک اپ سے مزین کر کے جاذب نظر ساڑیوں اور طرح طرح کی جسم کی دلکشی کو نمایاں کرنے والی پوشاکیں زیب تن کر کے ظاہر کیا۔ جو اجازت کامل ستر پوشی اور ضرورت کی قید کی شرط پر دی گئی تھی، اجازت کو سڑکوں اور پارکوں میں ٹہلنے، ہوٹلوں اور کلبوں کے چکر لگانے، سنیما ہاؤس اور تھیٹروں کی سیر کرنے میں استعمال کیا، اور اپنے حسن و جمال سے زینت بخشی۔

پھر حکم ہوتا ہے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ، یعنی اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں، تو اس کو سر اور سینوں پر ڈالنے کے بجائے ہار بنا کر گلے میں ڈال لیا اور ایسی حالت میں اجنبی مردوں کے سامنے بصد انداز دلربائی گزریں، آپ ذرا اس واقعہ کو یاد کیجئے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ سن کر اپنے گھروں کو واپس گئے اور انھوں نے اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو یہ آیات سنائیں تو کوئی

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

یعقوب سروش

ایک بے مثال گواہی

کاندھلہ (ضلع مظفر نگر۔ یوپی) میں ایک قطعۂ زمین ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ما بہ النزاع بن گئی تھی۔ ہندو کہتے کہ یہ مندر کا حصہ ہے اور مسلمان دعویٰ کرتے کہ یہ مسجد کی ملکیت ہے۔ انگریز مجسٹریٹ کے لیے کسی فیصلے تک پہنچنا بے حد مشکل تھا اس نے کافی غور و خوض کے بعد بالآخر فریقین سے کہا کہ مسلمان کسی ہندو اور ہندو کسی مسلمان کا نام بتائیں جس پر وہ پورا پورا بھروسہ کرتے ہوں مسلمانوں نے کسی ہندو کا نام نہ لیا لیکن ہندوؤں نے آپس میں صلاح و مشورے کے بعد ایک ایسے مشہور متقی بزرگ کا نام لیا جن کے بارے میں ان کو کامل یقین تھا کہ وہ ضرور اس واقعہ میں سچائی کا ساتھ دیں گے (ان کا تعلق مفتی الٰہی بخش، خلیفۂ حضرت سید احمد شہیدؒ کے خاندان سے تھا) مجسٹریٹ نے جب ان کو اپنے اجلاس پر طلب کیا تو اس بطل حُریت نے کہلا بھیجا کہ وہ انگریزی عدالت میں حاضر نہ ہو سکیں گے کیوں کہ انھوں نے عہد کیا ہے کہ وہ زندگی بھر کسی فرنگی کا منہ نہ دیکھیں گے۔

اس منہ توڑ جواب سے انگریز حاکم سٹپٹا گیا لیکن معاملہ اتنا نازک تھا کہ اس کو بہرصورت حل کرنا ازبس ضروری تھا چنانچہ اس نے اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ فرنگی مجسٹریٹ کو دیکھے بغیر اس کی طرف پیٹھ کر کے اپنا بیان دے سکتے ہیں۔

چنانچہ جب وہ آئے تو معزز عدالت کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے۔!!

مجسٹریٹ نے پوچھا "اس جگہ کے بارے میں آپ کی کیا معلومات ہیں؟ یہ ہندوؤں کی ہے یا مسلمانوں کی"۔ ساتھ ہی ہندوؤں اور مسلمانوں کی سینکڑوں آنکھیں بڑی بے چینی

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

ریحانہ ضیاء علی گڑھ

کم ہمتوں کیلئے ہمت افزائی

میرا امتحان

امتحان بھی کیسی عجیب چیز ہے اور وہ بھی اس طالب علم یا طالبہ کے لیے جس کی تیاری نہ ہو، اپنے اوپر بھی کچھ اسی طرح بیتی، جب پتہ چلا کہ امتحان کی کٹھن منزل سے گزرنا، اکثر اوقات بڑا پریشان کن ہوتا ہے۔ مجھے جب وہ وقت یاد آتا ہے جب میں نے والد صاحب کے مشورے کے بعد ساتویں جماعت سے اٹھ کر ایک ساتھ دسویں کی تیاری شروع کر دی تھی تو سردیوں میں پسینہ آنے لگتا ہے، کتابوں کا انبار دیکھتی تھی اور انجام کے بارے میں سوچ کر کانپ اٹھتی تھی نہ جانے اس امتحان کا نتیجہ کیا رنگ لائے گا۔ بہرحال والد کے حکم کی تعمیل کرنا تھی، غرض میں نے اپنے ایک ماموں سے جنھوں نے اسی سال ایم۔ اے کیا ہے پڑھائی شروع کر دی، میٹرک کے امتحان میں چھ ماہ باقی تھے، پڑھائی زیادہ اور وقت کم تھا، لیکن اللہ کا نام لے کر دعاؤں کے سہارے پر اس کام کی ہمت کر کے پڑھنا شروع کر دیا، دو ماہ کی مختصر سی پڑھائی ہوئی تھی اور چار ماہ امتحان کے باقی تھے کہ اچانک میرے بڑے بھائی کی شادی کا ہنگامہ گھر میں شروع ہو گیا، یہ ناممکن تھا کہ گھر میں رونق ہو باہر سے مہمان آئیں اور میرا دل کورس کی کتابوں میں لگا رہے، اب پڑھائی کم اور تفریح زیادہ ہونے لگی، خدا خدا کر کے شادی سے فراغت ہوئی، کلنڈر پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ اب امتحان کے تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ بس اس وقت میری کیا حالت ہوئی بتایا نہیں جا سکتا، خیر پھر پڑھائی

اپنے شباب پر آگئی، وقت گزرتا رہا، اور امتحان کے دن ایک بھیانک تصور کے ساتھ میرے قریب اتر آنے لگے، ابھی آدھا کورس بھی نہ ہوا تھا کہ امتحان دیا جاسکے، لیکن گھر والوں کا مشورہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو امتحان دے دو، اگر خدانخواستہ کامیابی نہ ہوئی تو ایک تجربہ ہی سہی، لیکن اپنا یہ عالم تھا کہ فیل ہونے کے تصور سے دن میں تارے نظر آنے لگتے تھے اور کبھی یہ سوچ کر کہ شاید اللہ میاں دعاؤں کے ذریعہ کامیابی عطا کردیں۔ امید کی ایک کرن نظر آتی اور میں اسی آس پر مسلسل پڑھتی رہی، دو ماہ باقی تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس امتحان کے دوران قسمت گردش میں رہے گی کیونکہ میرے بڑے بھائی عبید اچانک اس طرح دنیا سے رخصت ہوگئے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، بس اس حادثہ عظیم نے دل و دماغ پر ایک بجلی سی گرادی، ایسی حالت میں جب کہ اپنا بھی ہوش نہ تھا پڑھنا تو ایک اچنبھا سا محسوس ہوتا تھا، صدمہ کی وجہ سے والدہ صاحبہ کی حالت ناقابل بیان تھی، والد صاحب تبلیغی سلسلہ میں دمشق کے سفر پر تھے، گھر کی ساری ذمہ داری مجھ پر اور میرے بڑے بھائی پر تھی اور باہر سے تعزیت کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا تھا، ان تمام حالت کے درمیان امتحان کی تیاری کا کوئی سوال ہی نہ تھا لیکن ماموں نے میرا دل بہلانے کیلیے اور غم مٹانے کے لیے پھر پڑھائی پر آمادہ کیا، ان کے اصرار پر میں نے ہمت کرکے اسی عالم میں پڑھائی شروع کردی اگرچہ شروع شروع میں طبیعت بالکل نہیں لگی لیکن کچھ عرصہ کے بعد موقع بہتر سمجھ کر میں نے محنت سے پڑھنا شروع کردیا امتحان میں چند دن باقی تھے، ۲۱ر جولائی سنہ ۱۹۶۲ء کو میرا پہلا پرچہ تھا امتحان کی اسکیم بھی آگئی اور پھر وہ دن بھی آگیا جب امتحان ہال میں جاکر پرچہ حل کرنا تھا، کچھ اپنی محنت اور پھر سب لوگوں کی دعاؤں کے سہارے پر امتحان دینا شروع کیا، بفضل خدا ۵ اگست کو، میں امتحان سے فارغ ہوئی اور نتیجہ کے انتظار میں دن گزارنے لگی، حالانکہ ان حالات میں پرچے جیسے بھی ہوئے، میرے نزدیک ناامیدی سی تھی لیکن خدا کے فیصلہ کے بارے میں کسی کو کیا علم! والد اور والدہ صاحبہ نے میرے لیے جتنی دعائیں کیں ناقابل بیان ہے بلکہ گھر کا ہر فرد میری کامیابی کے لیے کوشاں تھا، نتیجہ نکلنے میں چند

دن باقی تھے، بھائی جان میرا نتیجہ معلوم کرنے گئے تھے، میں کامیابی اور ناکامیابی کے درمیان اپنا وقت کشمکش میں کاٹ رہی تھی کہ گھڑی نے بارہ بجائے، میں دعائیں مانگنے لگی، ادھر بھائی جان کی آمد پر میری نگاہیں سوالیہ نشان بن کر بھائی جان کے چہرے پر جم گئیں، ان کے اس جملہ نے کہ تم سکنڈ ڈویژن پاس ہوگئیں غمزدہ دل پر مسرت کی لہر دوڑادی اور میں نے سجدے میں گر کر اس مالک حقیقی کا شکر ادا کیا دنیا کے اس چھوٹے سے امتحان میں پاس ہونے کی کتنی مسرت ہوتی ہے، لیکن درحقیقت ہمارا سب سے بڑا امتحان وہ ہے جس کا نتیجہ ہمیں اس دنیا سے جانے کے بعد معلوم ہوگا کہ... ہم نے دنیا میں رہ کر کس قسم کے اعمال کیے کیے، اس امتحان کی تیاری ہماری آخرت کی فکر ہے، کیونکہ دنیا خود ہمارے لیے ایک امتحان گاہ ہے اور آخرت اس کا نتیجہ ہوگی، ہمارا دنیا کا ہر عمل اچھا ہو یا برا خدا کے سامنے ہوگا اور اس کے مطابق ہم سزا اور جزا کے مستحق ہونگے بس خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا میں اپنی رضا اور خوشنودی کے ساتھ زندگی بسر کرادا کر آخرت کے امتحان میں بھی اسی طرح اعلا کامیابی عطا فرمائیں۔ (آمین)۔

نقاب الٹ گئی

صفحہ ۲۳ کا بقیہ

عورت ایسی نہ تھی جو یہ الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہوتی۔ ایک اٹھی اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھاکر، فوراً دوپٹہ بنا کر اوڑھ لیا، دوسرے روز صبح کی نماز میں جتنی عورتیں مسجد نبوی میں آئیں سب دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں، مزید تشریح ان کی زبانی سنئے کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر موٹے موٹے کپڑے پھاڑے اور اس کے دوپٹے بنائے، مسلم خواتین ہونے کا یہ مقصد اور اقتضا ہرگز نہ تھا کہ من مانی کی جائے بلکہ خدا اور رسول کی تابعداری کرکے دنیا کو دکھا دیں کہ ہماری زندگی خدا اور رسول کے فرمان کے تابع ہیں اور انھیں قوانین پر چل کر ہم بندگی کا حق ادا کرسکتے ہیں۔

آئیے ہم اور آپ مل کر عہد کریں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہؓ اور دوسری صحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی گذاریں گے اور مسز کینیڈی اور ملکہ الزبتھ کے نمونوں کو چھوڑ دیں گے، خدا ہمیں اور آپ کو صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناہید فرزانہ

مرچ

آخر اتنی سُرخ کیوں؟

یہ عنوان پڑھ کے آپ قطعی نہ چونکیے ہم میں سے بیشتر لوگ جب بازار میں ثابت سرخ مرچ یا پسی مرچ لینے جاتے ہیں تو ایک تو وہ پاؤڈر یا مرچ نظر آتے ہیں جو کم سرخ ہوتے ہیں۔ دوسری مرچ وہ جو بے حد سرخ ہوتی ہے اور دیکھنے میں بہت اچھی لگتی ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ جو پاؤڈر بے حد سرخ ہو وہ صرف سرخ مرچ کے سبب ہو؟ یا جو مرچ سرخ ہوتی ہے وہ کڑوی بھی زیادہ ہوگی۔

غذائی اشیا میں ملاوٹ خصوصی طور پر اس ملک میں جہاں لوگوں کو ایک دن میں مشکل سے پیٹ بھر کھانا نصیب ہوتا ہو دھوکہ بازی اور فریب کی بدترین شکل ہے۔ بیشتر غذائی اشیاء میں منظم طور پر ملاوٹ کی جاتی ہے اور اس کام میں ہزاروں لوگ ملوث ہیں۔ دہلی میں کچھ چھوٹے پیمانے کے کارخانے ہیں جو پتھر کی چھیلن تیار کرتے ہیں جو چاول میں ملانے کے لیے بے حد مناسب ہوتے ہیں اور اسی طرح دوسری اشیاء میں ملاوٹ کرنے والے سامان تھوک میں تیار کیے جاتے ہیں اور اسے بڑے پیمانے پر سپلائی کرتے ہیں۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ ملاوٹ تو رچ بس گئی ہے لیکن ہر آدمی اس کا شکار ہونے سے کیسے بچ سکتا ہے؛ جس سے خطرناک بیماریوں

سے محفوظ رہیں۔

اس سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم خریدتے وقت اس بات کا خیال رکھیں اور ذرا سا پیسہ بچانے کے لیے کوالٹی پر کوئی سمجھوتہ ہرگز نہ کریں لیکن غریب لوگ جو سڑک کے کنارے یا چھوٹے دکانداروں سے سستا سامان خریدتی ہیں انھیں اکثر دھوکہ ہوتا ہے۔ یہ انھیں بہلانے پھسلانے کے لیے چیزوں کی رنگت پرکشش کر دیتے ہیں جیسے ثابت سرخ مرچ چمک کے لیے معدنیاتی تیل مل دیتے ہیں۔ پاؤڈر میں کیمیائی رنگ ملاتے ہیں اور ہلدی میں بھی رنگ ملاتے ہیں۔

دہلی انتظامیہ نے غذا میں ملاوٹ کے تدارک کے شعبہ نے ۱۹۸۸ء میں ملاوٹ کرنے کے ۲۰۲ معاملات میں ۲۷۵ افراد کے خلاف مقدمہ قائم کیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت جنوری ۱۹۸۸ء سے لے کر ۲۱ جنوری ۱۹۸۹ء تک ۹۴ افراد کو سزا دی گئی یا جرمانہ کیا گیا۔

خواتین کی تنظیم مہیلا وکاس سمیتی کی صارفین شاخ نے اپنی ۸-۱۹۸۶ء کی مفصل رپورٹ میں کہا کہ چند بازاروں خان پور، بیر گنج، مہرولی، شاہ پور جاٹ، اشوک وہار، دوسرے بازاروں میں شامل ہیں جہاں غذائی اشیا میں ملاوٹ کے جائزے سے ۳۰ سے ۴۰ فی صد تک ملاوٹ پائی گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ ملاوٹ جس اشیاء میں پائی گئی وہ چائے تھی۔ چائے کی پتیوں میں دھنیا پاؤڈر جس میں مضر صحت اشیا ملا دی گئیں۔

اس کے علاوہ مرچ کے پاؤڈر میں سرخ رنگ اجوائن اور ہلدی میں ملا پاؤڈر اور بیسن میں بھی ایسے رنگ جو کھانے والے نہیں تھے ملا دیے گئے غذا میں ملاوٹ ہے یا نہیں اس کا پتہ بعض آسان معمولی تکنیک اور سائنسی طریقوں سے لیبارٹری کی طرح ہی لگایا جا سکتا ہے۔

دہلی انتظامیہ نے ۳ برس قبل غذائی اشیا کے تئیں عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لیے ملاوٹ کا پتہ لگانے والا ایک کٹ صارفین کارکنوں کی تنظیم کو تقسیم کیا لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اپنے محلوں میں چند مظاہروں کے علاوہ شروع میں خصوصی طور پر اس کٹ کو حاصل کرنے کے لیے جوش وخروش دکھانے کے بعد کوئی بھی استعمال بڑے پیمانے پر یا باقاعدہ طور پر اس کٹ کا نہیں کیا گیا۔

صارفین سمیتی نے چند بعض اسباب کے سبب کٹ کا پورا پورا استعمال نہ کیا وجہ یہ تھا کہ جبران

لو اس کے ٹسٹ کی باقاعدہ تربیت نہیں دی گی اگر کیسے ان کا استعمال کیا جائے اور صرف ایک آدھ مظاہرہ ہی کیا گیا۔ اس طرح کا ٹسٹ کرنے کے لیے سائنس گریجویٹ یا سائنس سے واقف افراد ہوں یا صارفین کارکن کو انتظامیہ نے یہ بتایا کہ ان ٹسٹوں کے نتائج صحیح نہیں ہیں اور ملاوٹ کی آلودگی کا صرف اندازہ لگایا گیا ہے اور محکمہ کی جانب سے آخری ٹسٹ لینا بھی ضروری ہے۔

مہیلا دکشتا سمیتی نے دعوا کیا ہے کہ اس غذائی اشیا میں ملاوٹ کے تدارک کے محکمہ کو کارروائی کے لیے ۵ ا نمونے بھیجے، اور دکان سے متعلق تفصیلات بتائی گئی۔ لیکن کوئی بھی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی ۱۹۸۱-۸۷ کے درمیان جو جانچ کی گئی اس کے نتائج بتائے گئے۔

عام طور پر استعمال ہونے والی روزمرہ کی غذائی اشیا میں جیسے دودھ میں چاول کی بیج اور پانی ممنوعہ رنگ، ہلدی پاوڈر میں پیلی مٹی، نیلی بالو، کولتار کا رنگ، گرم مسالہ میں استعمال کیے ہوئے مسالحہ پسے مرچ ل میں کری بٹہ کا بڑدر، سفید بالو، شکر میں لوہے کا برادہ، بھنی ہوئی کھجوریں، املی کے بیج کافی میں بھوسی، مٹھائیوں میں چاندی کے ورق کے بجائے المونیم کے ورق۔

چند معمولی ٹیسٹ یہ ہیں کہ اگر شکر میں لوہے کا برادہ ہو تو میگنٹ (مقناطیس) کے ذریعہ پتہ لگائیں ایک چمچہ لے کر پانی میں ملائیں، ذرا دیر کے لیے ٹھہر جائیں نیچے تہہ میں بالو یا دوسری گندگی جم جائے گی۔

گڑ میں اگر بالو، گندگی، کولتار کا رنگ ملا ہوتا ہے تھوڑا سا گڑ کافی پانی کے ساتھ ابالیں گڑ گھل جائے گا لیکن گندگی نہیں گھلے گی۔

گریٹر اسرائیل کا ۴۲ کا بقیہ

اور پتھر تک پکار پکار کر متوجہ کرائیں گے کہ ایک یہودی ہماری اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ اس کی بھی خبر لو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ان کے انجام تک پہنچا کر چھوڑے گا۔

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر محمد حمزہ حسنی نے نظامی پریس میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان ۱۶۲/۵۷ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

سلطان رفیع

نئے عالمی نظام کا محور

"گریٹر اسرائیل"

نئے عالمی نظام کی تعریف و تشریح اور مقاصد و عزائم کے بارے میں اس نظام کے خالقوں اور سرپرستوں کی جانب سے اب تک بہت کچھ کہا جا چکا ہے کہ مجوزہ نظام کے نفاذ سے دنیا میں انصاف مساوات اور خوشحالی کا دور دورہ ہو جائے گا مگر نامعلوم کیوں دنیا کے متعدد ممالک بالخصوص تیسری دنیا کی اقوام کے اذہان و قلوب میں جاگزیں ان شکوک و شبہات کا ازالہ نہیں ہو سکا جو وہ اس نظام کے مقاصد و عزائم کے ضمن میں رکھتی ہیں۔ اس کا سبب شاید یہ ہو کہ پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ممالک ماضی میں بڑی طاقتوں اور ترقی یافتہ ممالک کے سنہری وعدوں اور سبز باغوں کی منافقت اور کھوکھلے پن کو اچھی طرح دیکھ پرکھ اور سمجھ چکے ہیں۔ ممکن ہے دنیا کے دیگر خطوں اور علاقوں کے بارے میں نئے عالمی نظام کے مقاصد و اہداف کم و بیش وہی ہوں جو کہ بیان کیے گئے ہیں مگر کم از کم مشرق وسطی، خلیجی ممالک اور جنوبی مشرقی ایشیا کے خطوں میں امریکا اور اس کے حلیفوں کی سرگرمیوں اور اقدامات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اس علاقہ میں مجوزہ عالمی نظام کے تانے بانے بنے جانے کا ایک اہم اور بنیادی مقصد مملکت اسرائیل کا تحفظ اور اسے عظیم تر اسرائیل بننے میں مدد دینا ہے اس بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیل دار الخلافہ تل ابیب پر جغرافیائی پرکار کی نوک رکھ کر گھمانے کے نتیجے میں جو دائرہ وجود میں آتا ہے اسی کا نام

نیا عالمی نظام ہے اسی نظریہ کی تائید میں حالیہ جنگ خلیج مشرق وسطیٰ میں امریکا کا نیا امن منصوبہ، مشرق وسطیٰ کانفرنس، کے انعقاد کی راہ ہموار کرنے کی خاطر وزیر خارجہ جیمس بیکر کی شٹل ڈپلومیسی پاکستان کے نیوکلیر پروگرام کو رکوانے کے لیے امریکی کوشش اور چین پر امریکا کا یہ دباؤ کہ وہ پاکستان اور شام کو دور مار پلاسٹک میزائلوں کی سپلائی روک دے وغیرہ جیسے واقعات و شواہد کو پیش کیا جاسکتا ہے جو اسرائیل کو حفاظتی چھتری فراہم کرنے کی امریکی خواہش و کوشش کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ بڑی طاقتیں (جس میں امریکا پیش پیش ہے) کو اپنی مذکورہ بالا پالیسی اور حکمت عملی کو روبہ عمل لانے کے لیے کسی نہ کسی سازجنٹ ایٹ آرم، یا کسی ایسے لٹھ بند چوکیدار یا تسکاری کی ضرورت تھی جو اپنی منہ زوری اور مار اماری کا مظاہرہ کر کے مسلم دنیا کو مرعوب اور دہشت زدہ کر دے۔

اس مقصد کے لیے اسرائیل نے اپنی خدمات پیش کیں جو قبول کر لی گئیں۔ اسرائیل کو وجود میں لانے والے ممالک بھی وہی تھے جو آج اسے استعمال کر رہے ہیں۔ پہلی عالمگیر جنگ کے دوران مارچ ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کے فرانس اور روس کے ساتھ ساز باز کر کے عرب ملکوں کی بندر بانٹ کا منصوبہ بنایا تھا اسی خفیہ منصوبہ کو معاہدہ بالفور، کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کے تحت دولت عثمانیہ ترکی کے زیر نگیں متعدد عرب ممالک (شام، عراق، فلسطین) کو اس سے علیحدہ کر کے آپس میں تقسیم کر لیا گیا تھا۔ جنگ عظیم اول کے نتیجے میں حکومت برطانیہ دیوالیہ ہو گئی تو اس نے مشہور یہودی بینک کار سے ایک خطیر امداد حاصل کی اور اس کے صلہ میں فلسطین میں ایک یہودی حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا بعد میں ایفائے عہد کرتے ہوئے یہودیوں کو برطانیہ کی قائم کردہ فلسطینی حکومت میں شامل کر لیا گیا اور عربی کے ساتھ ساتھ عبرانی اور انگریزی زبانوں کو بھی رائج کر دیا گیا حالانکہ فلسطین کی آٹھ لاکھ کی آبادی میں یہودیوں کی تعداد محض ۵۷ ہزار تھی اس پر عرب مشتعل ہو گئے اور انہوں نے مظاہرے شروع کر دیے جنھیں دبانے کیلیے برطانیہ نے اپنی ایک لاکھ فوج وہاں بھیج دی۔ اس جدوجہد میں بیس ہزار عرب شہید اور تیس ہزار سے زائد زخمی ہو گئے۔ وسیع پیمانے کے احتجاجی مظاہروں کے بعد برطانوی حکومت نے وعدہ کیا کہ آیندہ دس سال کے اندر فلسطین کو مکمل آزادی دے دی جائے گی۔

دریں اثنا صرف ۷۵ ہزار مزید یہودی پناہ گزینوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس یقین دہانی پر مسلم ممالک نے جنگ عظیم دوئم میں برطانیہ کا ساتھ دیا مگر برطانیہ نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے پونے دو لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ جو نازیوں کے مظالم سے عاجز ہو کر وہاں پناہ کے لیے پہنچے تھے ۱۴ رمئی ۱۹۴۸ء کو برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر برطانیہ اور امریکا کی شہ پر یہودیوں نے فلسطین میں "مملکت اسرائیل" کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا جس کے فوراً ہی بعد امریکا نے بھی اسے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا نیز اسے اقوام متحدہ کا رکن بھی بنا لیا اور اب امریکا اپنے اسی لے پالک، کی سرپرستی اور حفاظت کرتے ہوئے مسلم ممالک کو فوجی اور اقتصادی اعتبار سے مضبوط اور "جوہری" معلومات سے مرصع ہو کر اس کے ہمسایہ بننے سے روکنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے جس میں اسے یورپ اور روس کی آشیرباد بھی حاصل ہے۔

نئے عالمی نظام میں مسلمانان عالم کو ایٹمی معلومات کے حصول اور جدید اسلحہ کی تیاری سے روکنے کے لیے یہی ایک پس منظر ہے کہ اسرائیل کو تحفظ دیا جائے۔ تاکہ اس سے مطلب براری کا کام جاری رکھا جا سکے۔ دوسری جانب اسرائیل خود بھی کچھ کم شاطر اور کائیاں نہیں ہے۔ وہ دنیا کی استعماری قوتوں کا آلۂ کار "ٹھوکٹ" میں نہیں بن رہا ہے بلکہ اس کے کچھ اپنے مقاصد اور عزائم بھی ہیں۔ ان میں سب سے بڑا مقصد عظیم تر اسرائیل کے قیام کے اس خواب کی تعبیر حاصل کرنا ہے جو یہودی مذہبی و سیاسی زعماء کئی صدیوں سے دیکھتے چلے آرہے ہیں اور اب اس کی دانست میں اس کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا وقت آچکا ہے۔

گزشتہ دنوں اسرائیلی وزیر اعظم اسحاق شمیر نے تل ابیب میں اسرائیل خبر رساں ایجنسی ایٹم کے نامہ نگاروں کو بیان دیتے ہوئے گریٹر اسرائیل کا ذکر کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ایتھوپیا (حبشہ) سے آنے والے ۱۵۰۰۰ اور روس سے آنے والے ڈیڑھ لاکھ یہودی پناہ گزین اسرائیل میں مستقل قیام کے لیے آئے ہیں اور وہ کبھی واپس نہیں جائیں گے۔ ان پناہ گزینوں کی

اسرائیل آمدان کی اپنی جنم بھومی سے عقیدت اپنے مذہبی ثقافتی ورثہ سے محبت اور گریٹر اسرائیل کے نظریہ سے ان کی والہانہ وابستگی کی مظہر ہے۔ شمیر نے دلیرانہ طریقے پر یہ بھی کہا کہ اسرائیل ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران قبضہ کیے گئے عرب علاقوں کی ایک انچ زمین بھی کسی کو واپس نہیں کرے گا۔ بلکہ گریٹر اسرائیل کے تخیل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنے دوسرے علاقے بھی واپس لے گا۔ اور دنیا بھر کے یہودیوں کو بلا کر وہاں آباد کرے گا۔

ایک طرف امریکی صدر جارج بش اور وزیر خارجہ جیمس بیکر کا یہ کہنا ہے کہ وہ فلسطین کے مسئلے کا تصفیہ کرا کر عربوں کو مطمئن کریں گے امریکا کے اسی وعدے کی بنا پر کہ شام کو گولان کی پہاڑیاں واپس دلائی جائینگی شام نے خلیج کی حالیہ جنگ میں امریکی افواج کے شانہ بشانہ عراق سے جنگ کی تھی۔ جبکہ لیبیا، الجزائر، یمن اور سوڈان جیسے امریکا مخالف مسلم ممالک بھی غیر جانب دار رہے تھے دوسری جانب شمیر کا کھلے عام یہ اعلان کرنا کہ وہ مقبوضہ عرب علاقے کبھی واپس نہیں کرے گا بلکہ گریٹر اسرائیل کی تشکیل و تعمیل کے لیے مزید علاقے حاصل کرے گا۔ ایک بڑے اور واضح تضاد کی نشاندہی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکا کا کھیل کچھ اور ہے اور اسرائیل کا کچھ اور جب کہ یہ دونوں پہلو بہ پہلو رہ کر اپنے اپنے مقاصد و عزائم کی بر آوری میں لگے ہوئے ہیں کون کس کو استعمال کر رہا ہے یا کون کس کا آلۂ کار بن رہا ہے؟ یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ مگر یہ سب ہی جانتے ہیں کہ عیارانہ طرز عمل اور سازشی ذہن رکھنے میں یہودیوں کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ لہٰذا پلہ اسی کا بھاری رہے گا۔

علامہ اقبالؔ نے فرمایا تھا کہ "فرنگ کی جاں پنجۂ یہود میں ہے"۔ برطانیہ اور امریکا ایک ہی اینگلو سیکس پروٹسٹنٹ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ یہودی لابی امریکا کی سیاست اور اقتصادیات پر چھائی ہوئی ہے اور وہ امریکا کی خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کی تشکیل و عمل درآمد میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پاکستان کے نیوکلیر پروگرام کی امریکا کی جانب سے سخت ترین

مخالفت و مزاحمت سے یہ اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہو جاتا کہ در اصل یہ تار بھی تل ابیب میں بیٹھ کر ہلائے جا رہے ہیں۔ ازموڈور طارق مجید نے تو اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہودی صرف عالم اسلام ہی کے درپے نہیں ہیں بلکہ وہ روس اور بھارت کے بھی حصے بخرے کرنا چاہتے ہیں اور تو اور وہ وقت آنے پر امریکا کو بھی ٹھینگی دے کر چاروں خانے چت کرنے سے نہیں چوکیں گے اسی طرح سے اسرائیل نے عالمی نظام کا محور ہی نہیں خالق بھی محسوس ہوتا ہے۔

آیئے اب ذرا اس کا جائزہ لیں کہ "گریٹر اسرائیل" (عظیم تر اسرائیل) کیا ہے اور اس اصطلاح کو یہودی کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں؟

۱۸۹۷ء میں آسٹریا کے ایک یہودی صحافی ہرزل نے سوئزرلینڈ کے شہر بیل میں یہودیوں کی ایک عالمی کانفرنس منعقد کی تھی جس میں یہودی سلطنت کے قیام کی صورت گری کی گئی تھی ان کے اس منشور کو صیہونی زعماء کا منشور کا نام دیا گیا تھا۔ اس کے ٹھیک پچاس برس بعد ان کے منصوبے کے عین مطابق ۱۹۴۸ء میں اسرائیل ریاست معرض وجود میں آ گئی تھی جس کے بعد اس پوری دنیا کے یہودیوں کے پیش نظر اس اسرائیل ریاست کی بیش از بیش توسیع ہے۔

انہوں نے اپنی اس خواہش و کوشش کا نام گریٹر اسرائیل رکھا ہے وہ گریٹر اسرائیل کے تخیل کو آسمانی صحیفہ تورات کے حوالوں اور اشاروں سے ملاتے ہیں اور اس طرح اس عظیم ریاست کے قیام کو اپنا مذہبی فریضہ قرار دیتے ہیں گریٹر اسرائیل تخیلی ریاست کا جو نقشہ مرتب کیا گیا ہے اس میں دور و نزدیک کے بیشتر مسلم ممالک یا ان کے حصے شامل بتائے گئے ہیں یہ نقشہ ۱۹۵۲ء میں بن گوریان کے ایک تحقیقی مقالہ اور بن یامینی مارزار کی ایک تحقیقاتی رپورٹ میں شامل ہے جس کی اشاعت اسرائیلی حکومت کی سرپرستی میں ہوئی ہے۔ ٹیوڈر ہرزل کے بیان کے بعد جب مملکت داؤد و سلیمان دریائے فرات سے شروع ہو کر نہر سوئز، جولان اور حوادان کے کوہستانی سلسلوں اور قدیم اسرائیل سمیت ایک وسیع خطے